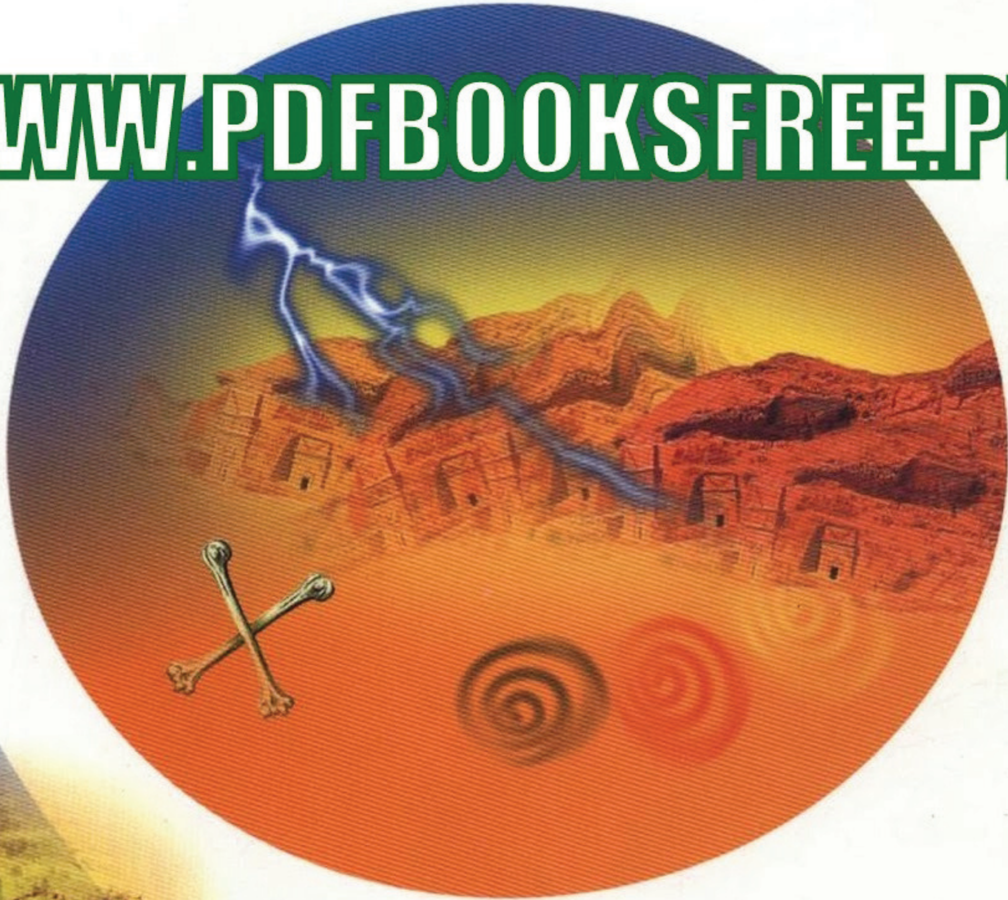
سلسلة قصص الانبياء

5

ثمود کی تباہی



اشتیاق احمد

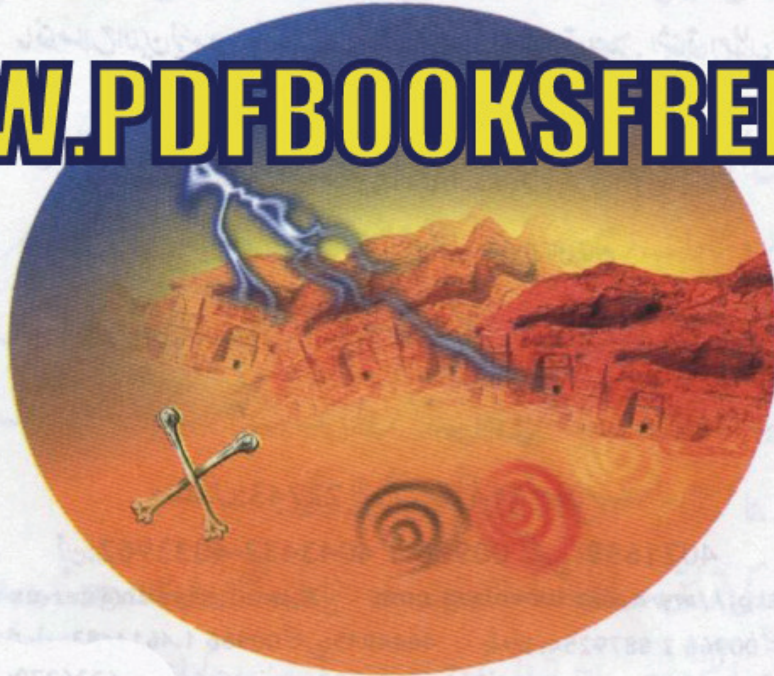
دار السلام
DARUSSALAM

5

سلسلۃ قصص الانبیاء

ثمود کی تباہی

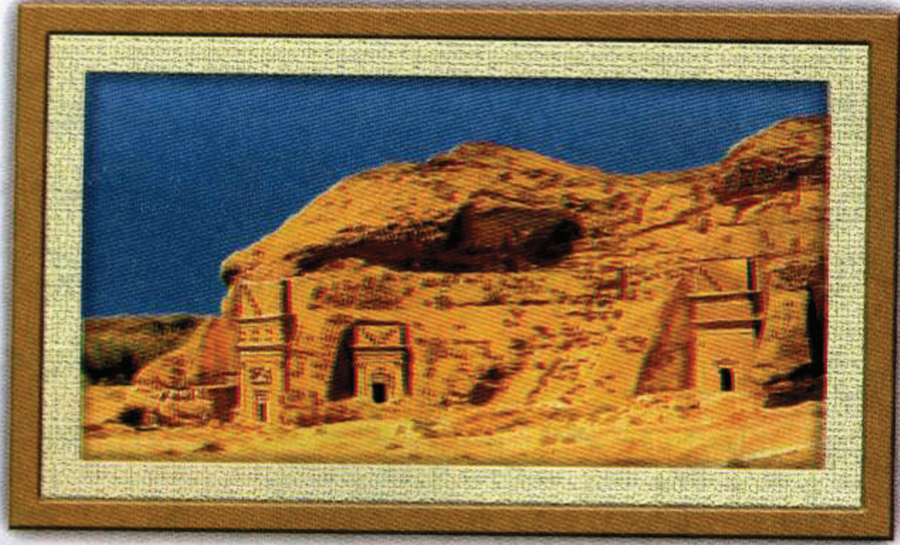
قصّہ سیّدنا صالح علیہ السلام



اشتیاق احمد



دارالسّلام
کتاب و سنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاھور
کراچی • لندن • ھیوسٹن • نیو یارک



سر جاوید کلاس میں داخل ہوئے تو کلاس میں یک دم خاموشی چھا گئی۔ انھوں نے ہاتھ میں ایک تصویر اُٹھا رکھی تھی۔ سب طلبہ کی نگاہیں جاوید صاحب کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تصویر کا تعاقب کرنے لگیں۔ نعمان سے نہ رہا گیا وہ بولا:

''سر یہ تصویر کیسی ہے؟''

''بہت اچھی ہے۔'' جاوید صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔

نعمان جھینپ سا گیا اور بولا: ''نہیں سر، میرا مطلب ہے یہ کس کی تصویر ہے؟''

''یہ تصویر میں آپ ہی کو دکھانے کے لیے لایا ہوں۔'' جاوید صاحب نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر وہ تصویر وائٹ بورڈ پر لٹکا دی۔

''اب آپ لوگ بتایئے یہ کہاں کی تصویر ہے؟'' جاوید صاحب نے اپنی کلاس کے بچوں پر ایک نظر دوڑاتے ہوئے سوال کیا۔

''سر، تصویر تو کسی پہاڑی علاقے کی ہے، لیکن گھروں کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔'' عثمان نے کہا۔

''ایسے پہاڑ تو ہمارے کاغان، سوات میں ہوتے ہیں۔'' نعیم نے تصویر پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

''نہیں............نہیں یہ تو بلوچستان کے پہاڑی علاقے کی تصویر ہے۔'' تنویر نے تیزی سے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

''بالکل غلط! آزاد کشمیر میں بھی ایسے پہاڑ ہیں۔'' نعیم نے اپنی معلومات کا اظہار کیا۔

''تم لوگ بالکل غلط رُخ پر جا رہے ہو۔'' جاوید صاحب مسکرائے۔ ''تم لوگوں نے شاید عثمان کی بات پر غور نہیں کیا۔ تصویر تو واقعی پہاڑی علاقے کی ہے، لیکن اصل غور کرنے والی چیز ان پہاڑوں کے اندر بنے ہوئے مکانات ہیں۔''

''سر، پہاڑوں کے اندر بھی کوئی مکان بناتا ہے کیا؟'' یہ نکتہ نوید نے اُٹھایا تھا۔

''یہ تصویر تمہارے سوال ہی کا تو جواب ہے۔''

''سر، آپ ہی بتایئے، یہ تصویر کہاں کی ہے؟'' عثمان نے کہا۔

''ذرا سوچو تو سہی کن لوگوں نے اپنے گھر پہاڑوں میں بنائے تھے۔''

''سر......سر!'' نعمان نے بے اختیار ہاتھ کھڑا کر دیا۔ ''سر کہیں اس تصویر کا تعلق تاریخ سے تو نہیں ہے؟''

''بالکل درست سمجھا تم نے نعمان۔'' جاوید صاحب نے کہا۔

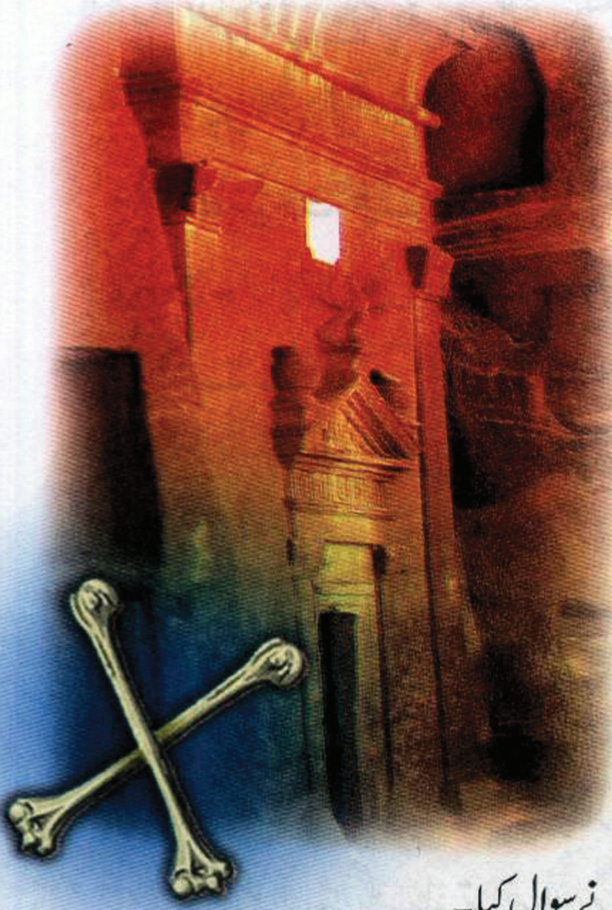
''تو پھر یہ تصویر ہمارے علاقے کی نہیں ہو سکتی۔'' نعمان نے پُر جوش انداز میں کہا۔

''ٹھیک کہا تم نے۔''

''سر، اب مجھے یاد آ گیا۔'' نعمان بولا۔ ''میں نے اپنی باجی سے ایک ایسی قوم کی

کہانی سنی تھی جو پہاڑوں کو تراش کر مکانات تعمیر کیا کرتی تھی، کہیں یہ اُنھی کے گھروں کی تصویر تو نہیں ہے۔“

”شاباش نعمان! تم نے بالکل ٹھیک پہچانا۔“ جاوید صاحب نے نعمان کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔



”یہ واقعی اُسی قوم کے مکانات کی تصویر ہے، اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی یہ مکانات صحیح حالت میں موجود ہیں، جب کہ ان مکانوں کو بنانے والے اور ان میں بسنے والے اللہ کے عذاب کی زد میں آ کر تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ یہ مضبوط مکان بھی اُنھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔“

”سر، یہ کون سی قوم تھی؟“ عثمان نے سوال کیا۔

”بچو! ذرا بتائیے تو، یہ کون سی قوم تھی۔“ جاوید صاحب نے اُلٹا بچوں سے سوال کر دیا۔ سب بچے گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ لیکن وہ جان نہ پائے کہ یہ کون سی قوم تھی۔ بالآخر نوید بولا: ”سر، پلیز آپ ہی بتا دیجیے نا۔ ہمیں اس بارے میں بالکل معلومات نہیں ہیں۔“

''یہ قوم، قومِ ثمود تھی۔ سیدنا نوح علیہ السلام کے ایک پوتے کا نام ثمود تھا۔ ثمود کا خاندان حجاز اور تبوک کے درمیان حِجْر نامی مقام پر آباد ہو گیا جسے مدائنِ صالح بھی کہا جاتا ہے۔'' سر جاوید نے بتایا۔

''سر! آپ نے کیا فرمایا، تبوک...... یہ نام تو جانا پہچانا لگتا ہے۔''

''ہاں بھئی! نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے گئے تھے، یہ بہت تکلیف دہ سفر تھا، اس غزوے کے لیے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑھ چڑھ کر اپنا مال پیش کیا تھا...... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو گھر کا سارا ہی سامان اُٹھا لائے تھے۔''

''جی ہاں بالکل! اب یاد آیا...... تو قومِ ثمود تبوک اور حجاز کے درمیان واقع حِجْر نامی بستی میں رہتی تھی۔''

''بالکل، حجاز کے بارے میں تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں۔ مدینہ منورہ بھی اس میں شامل ہے۔ وہ لوگ وہاں آباد تھے۔ یہ لوگ جسمانی لحاظ سے بہت طاقت ور تھے، مضبوط عمارتیں بناتے تھے، پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے تھے، ان پر عمدہ نقش و نگار بھی بناتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جسمانی طاقت کے ساتھ ساتھ انھیں سرسبز زمین بھی دی تھی، پیداوار خوب ہوتی تھی۔ پھل دار اور سایہ دار درخت ہی درخت ہر طرف نظر آتے تھے۔ جانور کثرت سے دودھ دیتے تھے۔ کھانا پینا بے حساب تھا۔ انھوں نے کبھی بھوک کا نام تک نہیں سنا تھا۔ طاقت ور اتنے تھے کہ پہاڑوں کو تراش کر رہنے کے لیے مکان بناتے تھے۔

پھر یہ قبیلہ اس قدر طاقت ور ہوگیا کہ دوسرے لوگ ان سے ڈرنے لگے۔قبائل ان سے خوف کھانے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر طرح کی نعمتیں عطا کی تھیں، لیکن انھوں نے کیا کیا، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو بتوں کی عطا کردہ نعمتیں خیال کرنے لگے، یعنی شرک میں مبتلا ہوگئے، دنیا میں کھو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنے لگے، اپنا وقت کھیل تماشوں اور ناچ گانوں میں بسر کرنے لگے، طاقت ور کمزور پر ظلم کرنے لگا۔ مطلب یہ کہ بغیر وجہ کے زمین میں فساد مچانے لگے۔

انھوں نے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی۔ بتوں کی پوجا کی، ان کو نفع نقصان کا مالک سمجھنے لگے۔

بچو! اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، جب اس کے بندے اسے چھوڑ کر دوسروں کی



عبادت کرنے لگیں، زمین میں فساد مچانے لگیں تو وہ ان پر دردناک عذاب نازل کرتا ہے اور آخرت میں بھی انھیں سخت ترین عذاب دے گا، لیکن عذاب اس وقت تک نہیں بھیجتا جب تک کہ ان کی طرف اپنا کوئی نبی یا رسول نہ بھیج دے، جو انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے، بھلائی کا راستہ دکھائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴾

'اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ہم ان میں رسول نہ بھیج دیں۔'

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھی میں سے سیدنا صالح علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی۔ نبوت ملنے سے پہلے بھی سیدنا صالح علیہ السلام بہت نیک تھے۔ سچائی اور امانت کے اعتبار سے مشہور تھے، انھوں نے بتوں کی بھی کبھی عبادت نہیں کی تھی۔ نبوت ملنے پر آپ نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی طرف بلایا۔ قرآن کریم میں ہے:

'صالح علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اُسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا، اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا بھی ہے۔'

آپ کی قوم نے آپ کا یہ پیغام سنا، لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ ایک ایسی قوم تھی جسے شرک نے اندھا کر رکھا تھا، شیطان نے انھیں گمراہ کر دیا تھا۔ سیدنا صالح علیہ السلام کی باتیں سن کر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ یہ باتیں انھیں بہت عجیب لگیں۔ آخر وہ بولے:

'اے صالح! اس سے پہلے ہم تم سے کئی طرح کی اُمیدیں رکھتے تھے، کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی ہمارے بزرگ عبادت کرتے آئے اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں سخت شک ہے۔'

سیدنا صالح علیہ السلام نے ان کی بات سن کر نرم انداز میں کہا:

'اے میری قوم! بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوا اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے رحمت عطا کی ہو، پھر اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس کے سامنے میری مدد کون کرے گا؟'

سیدنا صالح علیہ السلام نے انھیں ہر طرح سے سمجھایا، عقلی و نقلی دلائل کے ذریعے سے انھیں اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔



قرآنِ مجید نے اس مضمون کو سیدنا صالح علیہ السلام کی زبانی یوں بیان کیا ہے:

انھوں (صالح علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں آباد کیا، سو اس سے مغفرت مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک (بھی ہے اور دعا کا) قبول کرنے والا بھی ہے۔"

یہ تمام باتیں سن کر بھی ان کے دل ایمان سے دور رہے، انھوں نے سیدنا صالح علیہ السلام سے کہا:

'تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔'

غرض انھوں نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا، کہنے لگے:

'بھلا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے ہم اس کی پیروی کریں؟ یوں تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں پڑ گئے۔ کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے۔ بلکہ وہ جھوٹا اور مغرور شخص ہے۔'

ان کی جاہلانہ باتوں کے باوجود سیدنا صالح علیہ السلام بڑے صبر اور بردباری سے انھیں اللہ کی طرف بلاتے رہے، ان کی ہدایت کی تمنا کرتے رہے، لیکن سوائے چند کمزور اور غریب لوگوں کے کوئی ان پر ایمان نہ لایا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ ان لوگوں نے آپ کو یہاں تک کہا:

'تم جادو زدہ ہو۔'

سیدنا صالح علیہ السلام نے اپنا کام جاری رکھا، جب قوم نے دیکھا کہ یہ باز نہیں آ رہے تو انھوں نے آپ کو تبلیغ سے روک دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس کے لیے انھوں نے ترکیب یہ سوچی کہ آپ کو جھوٹا ثابت کر دیا جائے۔"

''سر! بھلا وہ اللہ کے نبی کو جھوٹا کیسے ثابت کر سکتے تھے۔'' نعمان نے کہا۔

''بالکل نہیں! یہ ان کی بہت بڑی بھول تھی۔ خیر انھوں نے سیدنا صالح علیہ السلام سے کہا:

'اگر تو سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ۔'

ان کا مطالبہ سن کر سیدنا صالح علیہ السلام نے فرمایا:

'تم کس قسم کی نشانی چاہتے ہو؟'

جواب میں انھوں نے کہا:

'ہم مشورہ کر کے تمھیں بتاتے ہیں۔'

اب ان کافروں نے مشورہ کیا۔ انھوں نے طے کیا، ان سے ایسا مطالبہ کیا جائے جس کو یہ پورا نہ کر سکیں، آخر وہ ان سے بولے:

'اے صالح (علیہ السلام)! کیا آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے؟'

سیدنا صالح علیہ السلام نے فرمایا:

'ہاں! بے شک۔'

ان کے ایک سردار نے کہا:

'اچھا تو پھر اپنے رب سے کہو، اس سامنے والی چٹان سے اونٹنی برآمد ہو جائے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔'

سیدنا صالح علیہ السلام نے ان کا مطالبہ سن کر فرمایا:

'ٹھیک ہے، اگر ایسا ہو گیا تو کیا تم اللہ پر ایمان لے آؤ گے؟'

جواب میں وہ بولے:

'ہاں! بالکل! ہم وعدہ کرتے ہیں۔'

یہ بات طے ہو جانے کے بعد سیدنا صالح علیہ السلام نے پہلے وہاں نماز ادا کی۔ پھر اللہ سے دعا کی کہ ان کے مطالبے کو پورا کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت چٹان کو حکم دیا، چٹان حرکت کرنے لگی اور پھٹ گئی۔ قومِ ثمود کے سردار اس کی طرف برابر دیکھ رہے تھے، اس کو پھٹتے دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور پھر جب انھوں نے چٹان میں سے اونٹنی کو نکلتے دیکھا تو ان کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، اونٹنی آہستہ آہستہ باہر نکل آئی۔ وہ بالکل ویسی تھی جس قسم کی اونٹنی کا انھوں نے مطالبہ کیا تھا۔ اونٹنی ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان قدرت کو دیکھتے ہی ان میں سے کچھ سجدے میں گر گئے، اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، لیکن اکثر گمراہی پر اڑے رہے۔"

"اُف توبہ! کس قدر بے وقوف لوگ تھے۔" کئی بچے بول اٹھے۔

"ہاں اور کیا...... خیر! جب قوم کے اکثر لوگ کفر پر قائم رہے تو سیدنا صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'یہ اونٹنی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اگر تم نے اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا، کوئی غلط حرکت کی تو اللہ کا عذاب تمھیں آ پکڑے گا۔'

سیدنا صالح علیہ السلام کے اس خطاب کو سورۃ الاعراف میں یوں بیان کیا گیا ہے:

’تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی آچکی، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے۔اس کو اللہ کی زمین میں پھرنے دو، چرنے دو اسے بری نیت سے مت پکڑنا، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تمہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔‘



اب غور طلب بات یہ ہے کہ وہ اونٹنی عام اونٹنیوں کی طرح تو تھی نہیں، وہ ان لوگوں کے سامنے چٹان سے نکلی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کرکے اسے عزت بخشی تھی۔اللہ تعالیٰ اس بارے میں ایک دوسری جگہ فرماتا ہے:

’یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی ہے لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ اللہ

کی زمین میں (جہاں چاہے) کھائے۔'

اب کیا ہوا، اونٹنی ایک دن میں سارا پانی پی جاتی تھی، دوسرے دن کا پانی قومِ ثمود لیتی تھی۔ سیدنا صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'اس اونٹنی کے پینے کا ایک دن ہے اور دوسرا دن تمہارے پینے کا ہے۔'

چنانچہ اونٹنی اپنی باری پر پانی پیتی، اور سارا پانی پی جاتی اور دوسرے دن وہ کنویں کے قریب بھی نہ جاتی، دوسرے دن وہ لوگ پانی لیتے۔ جس دن وہ پانی پیتی، اس دن ان کے لیے اتنا دودھ دیتی کہ پانی کی جگہ دودھ ان سب کو کافی ہو جاتا۔'

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حِجْر سے گزرے تو فرمایا:

'معجزات کا مطالبہ نہ کرو۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے مطالبہ کیا تھا تو وہ (اونٹنی کی صورت میں) ظاہر ہوگیا۔ وہ اس راستے سے پانی پینے آتی تھی اور اُس راستے سے واپس جاتی تھی۔ ایک دن وہ پانی پیتی تھی اور وہ اس کا دودھ پیتے تھے۔''

''بھئی واہ!'' نعمان بول اٹھا۔ باقی بچے مسکرا دیے۔

''سیدنا صالح علیہ السلام نے ان سے یہ بھی فرمایا:

'اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ دردناک عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔'

چند دن گزرنے پر اونٹنی نے بچے کو جنم دیا، اب چھوٹا سا اونٹ اپنی ماں کے ساتھ چرنے پھرنے لگا۔''

"بھئی واہ!" ایک بچہ بول اٹھا۔

"ہاں! مقررہ دن وہ اپنی ماں کے ساتھ کنویں سے پانی پیتا۔ اس طرح کافی مدت گزر گئی، ایک دن وہ کافر سردار جمع ہوئے، ان میں سے ایک نے کھڑے ہو کر کہا:

'آخر یہ حالت کب تک رہے گی، ایک دن ہم پانی پیتے ہیں، دوسرے دن یہ اونٹنی پیتی ہے، گویا ہم اس کی وجہ سے ایک دن پانی سے محروم رہتے ہیں، کیا تمہیں یہ صورتِ حال پسند ہے؟'

تمام سردار ایک زبان ہو کر بولے:

'ہم میں سے کسی کو بھی یہ صورتِ حال پسند نہیں۔'

'لیکن اس کا حل کیا ہے؟' ایک بولا۔

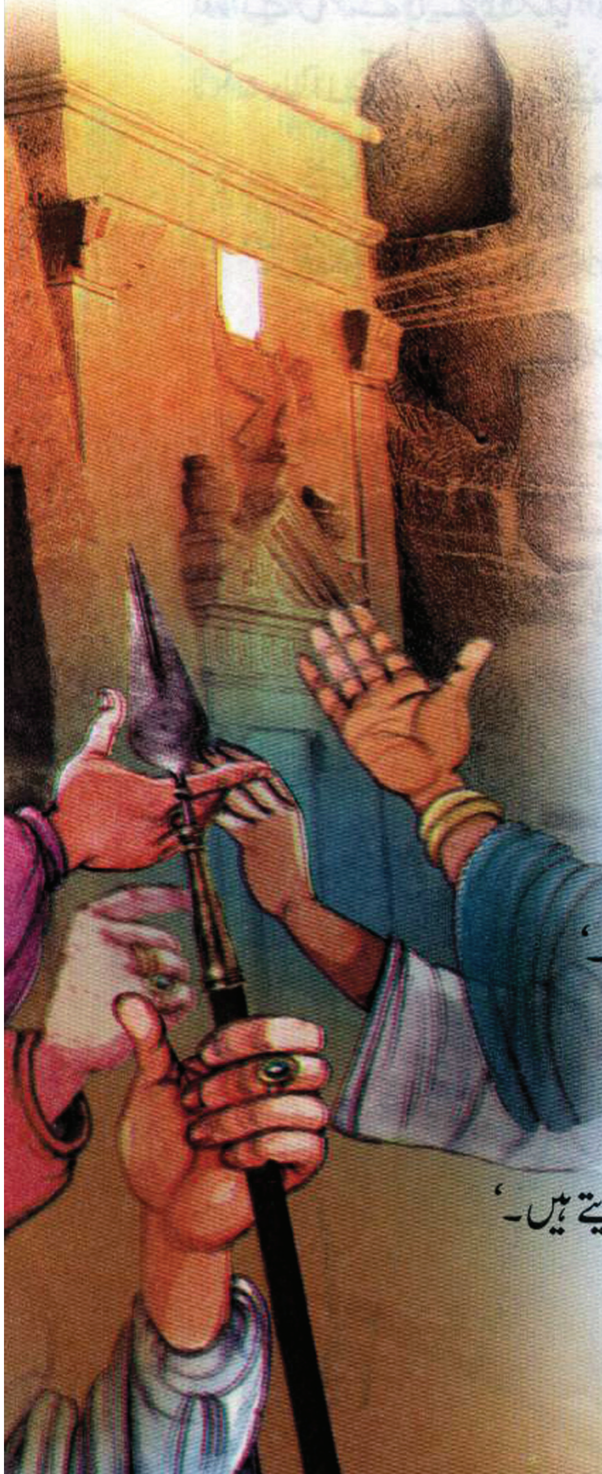
ان میں ایک سردار کا نام قِدار بن سالِف تھا، اس نے تجویز پیش کی:

'ہم اونٹنی کو کھیتی اور پانی سے دور کر دیتے ہیں۔'

'یہ کیسے ہو گا بھلا!' سب بول اٹھے۔

قِدار نے ایک دوسری تجویز پیش کی اور کہا:

'تب پھر اس کا حل یہ ہے کہ ہم اسے مار دیتے ہیں۔'



یہ سردار بڑا ظالم، دلیر اور بد بخت انسان تھا، قومِ ثمود کے ہاں اس کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ اس کی بات مانی اور تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے بارے میں صحیح بخاری میں روایت ہے سیدنا عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے دوران اونٹنی کا اور اسے قتل کرنے والے کا ذکر کیا اور فرمایا:

'اسے قتل کرنے کے لیے ایک دلیر سردار اُٹھا جس کی بات مانی جاتی تھی جیسے (قریش میں) ابو زمعہ ہے۔'

قِدَار کی تجاویز سن کر چند سردار ڈر ے، انھوں نے کہا:

'کہیں صالح کی بات ثابت نہ ہو جائے اور ہم پر عذاب نہ آ جائے۔'

قِدَار نے انکار میں سر ہلایا اور کہا:

'صالح (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے، اسے ڈر ہے کہ اس کے پیروکار کہیں باپ دادا کے دین کی طرف نہ پلٹ جائیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر عذاب آیا تو ہمارے ساتھ صالح اور اس کے پیروکاروں پر بھی تو آئے گا۔'

آخر کار انھوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام طے کر لیا۔''

''یا اللہ رحم۔'' عثمان نے کانپ کر کہا۔

''اس قدر ظالم تھے وہ لوگ، اللہ کی اونٹنی کو قتل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔'' بچوں نے افسوس کے انداز میں کہا۔

''وہ ظالم ہی نہیں بد بخت بھی تھے۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: 'کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ سب سے زیادہ

بد بخت کون ہے؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! بتایئے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: دو شخص ہیں۔ ایک تو ثمود کا وہ سرخ فام آدمی جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا اور ایک وہ جو تجھے، اے علی! اس جگہ (سر پر) ضرب لگائے گا، جس سے یہ (داڑھی) تر ہو جائے گی۔'

ہاں تو بچو! انھوں نے طے کیا کہ اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی جائیں تا کہ وہ کنویں تک نہ پہنچ سکے اور ان کا پانی صرف انھی کے کام آئے اور انھیں پانی کی باری کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اس بُرے کام کے لیے نو سنگ دل لوگ آگے آئے۔''

''آپ کا مطلب ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی اونٹنی کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔''

''ہاں بچو!'' جاوید صاحب نے ان کی بات کی تائید کی۔

''اُف! کس قدر سخت دل تھے وہ لوگ۔'' کئی بچے بولے۔

''وہ بہت فسادی اور شرارتی بھی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

'اور شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح سے کام نہیں لیتے تھے۔'

خیر تو وہ نو کے نو اندھیرے میں نکلے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار، تیر اور نیزے

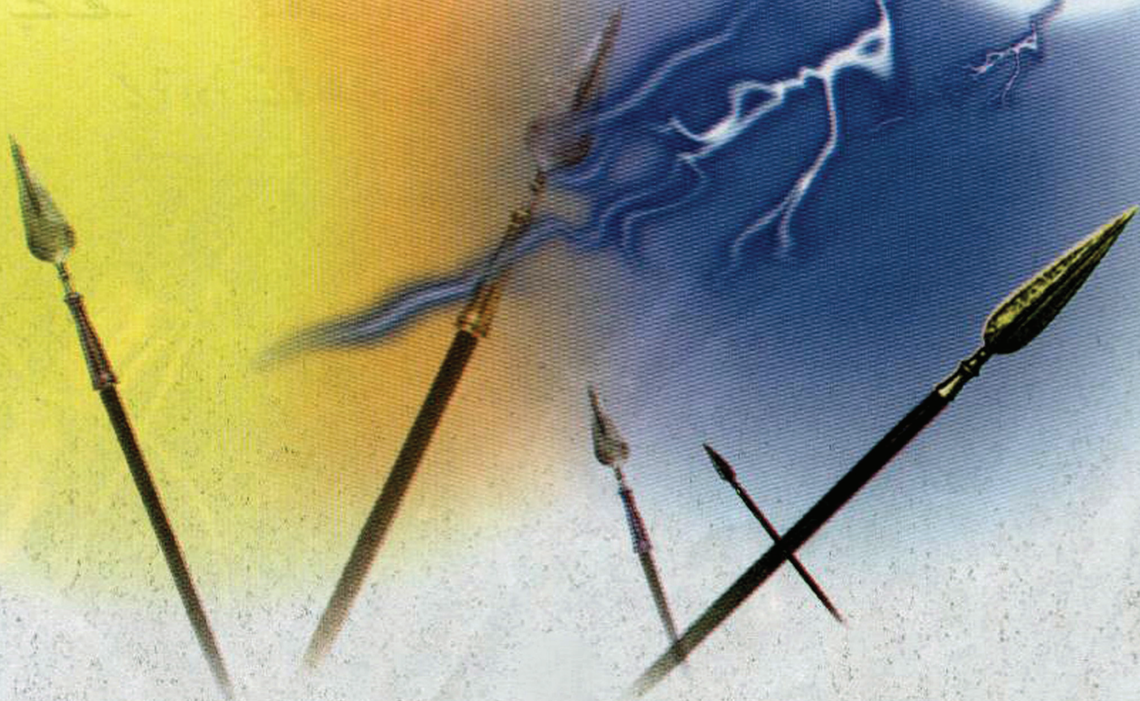


تھے۔ وہ اونٹنی کو تلاش کرنے لگے، آخر انھوں نے اسے آتے دیکھ لیا، وہ کنویں کی طرف سے واپس آ رہی تھی، قِدَار نے آگے بڑھ کر حملہ کرنے میں پہل کی، اس نے ایک تیر اونٹنی کی طرف پھینکا۔ وہ اس کے پاؤں پر لگا، تیر کھا کر اونٹنی زمین پر گر گئی، وہ زور سے بلبلائی۔ اس کا بچہ ماں کی بلبلاہٹ سن کر ڈر گیا، اب باقی لوگوں نے بھی تیر چلائے اور نیزے مارے......اس کے جسم سے خون نکلنے لگا، وہ تڑپی اور مر گئی۔

اس کا بچہ پہاڑ پر چڑھ گیا، وہ تین بار بلند آواز میں بلبلایا۔ سیدنا صالح علیہ السلام کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ بہت غمگین ہوئے، اپنی قوم کی طرف گئے، ان سے فرمایا:

"تم نے اس اونٹنی کو قتل کر دیا، کیا میں نے تمھیں اس کے قتل سے ڈرایا





نہیں تھا، کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ اسے بُرے ارادے سے نہ پکڑنا؟ اب تم نے خود کو ہلاکت میں ڈال لیا ہے، تم اللہ کے عذاب کے مستحق بن گئے ہو۔'

چنانچہ سیدنا صالح علیہ السلام نے انھیں حکمِ الٰہی سے تین دن تک عذاب کے آنے کا وعدہ دیا اور فرمایا:

﴿ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴾

'اب تم تین دن تک اپنے گھروں میں فائدہ اٹھاؤ۔ یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہے۔'

اب بھی انھوں نے سیدنا صالح علیہ السلام کو جھوٹا خیال کیا اور اونٹنی کے ساتھ ساتھ انھیں بھی قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ انھوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ ان کے گھر پر حملہ کریں گے انھیں اور ان کے گھر والوں کو قتل کر دیں گے، جو سر پرست ان کے خون کا مطالبہ کریں گے ان سے قسمیں کھا کر کہہ دیں گے کہ انھوں نے قتل نہیں کیا اور نہ وہ قتل کے وقت موجود تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'انھوں نے کہا: عہد کرو کہ ہم رات کو اس (صالح) پر اور اس کے گھر والوں پر شب خون ماریں گے، پھر اس کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم صالح (علیہ السلام) کے گھر والوں کی ہلاکت کے موقع پر گئے ہی نہیں تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔'

جن افراد نے سیدنا صالح علیہ السلام کو شہید کرنے کی سازش کی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کے ساتھیوں پر پہلے ہی عذاب نازل فرما دیا اور ان پر پتھر برسا کر کچل

ڈالا اور تباہ کر دیا۔

جب مہلت کا پہلا دن یعنی جمعرات کا دن آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے۔ جیسے سیدنا صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ شام ہوئی تو انھوں نے کہا: 'مہلت کا ایک دن گزر گیا۔' جب دوسرے دن یعنی جمعۃ المبارک کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سرخ ہو گئے۔ شام ہوئی تو انھوں نے کہا:

'مہلت کے دو دن گزر گئے۔' جب مہلت کا تیسرا دن آیا یعنی ہفتہ کی صبح ہوئی تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ شام ہوئی تو انھوں نے کہا: 'مہلت تو ختم ہو گئی۔'

جب اتوار کی صبح ہوئی تو انھوں نے خوشبو لگائی اور تیار ہو کر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں کون سا عذاب آتا ہے۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے۔ جب سورج طلوع ہوا تو آسمان سے ایک شدید آواز آئی اور ساتھ



ہی نیچے سے زلزلہ آ گیا جس سے ان کی روحیں پرواز کر گئیں اور وہ اپنے گھروں میں اس طرح گھٹنوں کے بل مردہ پڑے ہوئے رہ گئے جس طرح پرندہ مرنے کے بعد زمین پر مٹی کے ساتھ پڑا ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کی تباہی کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

'اور ثمود کے قصے میں بھی عبرت ہے، جب ان سے کہا گیا کہ تم کچھ دن تک فائدہ اُٹھا لو۔ لیکن انھوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی جس پر انھیں ان کے دیکھتے دیکھتے تیز و تند کڑاکے نے ہلاک کر دیا پس نہ تو وہ کھڑے ہو سکے اور نہ بدلہ ہی لے سکے۔'

اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح ملیامیٹ کر دیا، گویا کہ کبھی وہ ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔

اس طرح قومِ ثمود اپنے غرور و تکبر اور حق کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے تباہ و برباد کر

وفی ثمود إذ قیل لھم تمتعوا حتی حین● فعتوا عن امر ربھم فاخذتھم الصعقة وھم ینظرون● فما استطاعوا من قیام وما کانوا منتصرین●



ثمود کی تباہی

طاقت، کسی اچھے آدمی کو ملے تو ایک نعمت

برے کو ملے تو ایک نشہ ہے

ایسا نشہ جو سر چڑھ کر بولتا ہے......اور آدمی کو فساد کی طرف لے جاتا ہے

جو افراد اور قومیں طاقت دینے والے کی شکر گزار ہوئیں

وہ تاریخ میں نیک نام ٹھہریں اور جنھوں نے ناشکری کی

بربادی اور ہلاکت نے انھیں اپنی لپیٹ میں لے لیا

قرآن مجید ان کے مٹ جانے کی خبر ہمیں دیتا ہے تاکہ ہم

ان سرکشوں، نافرمانوں اور ناشکروں جیسے نہ ہو جائیں

نعمت ملنے پر، اُس ذاتِ پاک کا شکر ادا کریں

یہ کہانی......ایک نافرمان قوم کی تباہی کی کہانی ہے

جس میں نصیحت بھی ہے، اور عبرت کا مقام بھی

ان کے لیے جو صراطِ مستقیم کو اپنی منزل

بنانا چاہتے ہیں



دارالسّلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • هیوسٹن • نیو یارک